اور دلنشیں کہ مدتوں اس کا اثر غالب رہے گا اور ملت کے کاموں میں معاون و مددگار ثابت ہوگا مسابقۂ تجوید و حفظ قرآن کریم کے سلسلے میں ان کے مستقبل کے منصوبے کیا کہتے ہیں اس جذبۂ اسلامی پر کون نہیں مر مٹے گا ملت کا ہر سچا بہی خواہ ملی و دینی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے والوں کے عزم مصمم پر، غیر ممالک میں ہندوستان کے قرآر کو تیار کر کے مقابلہ کے لئے بھیجنے کا زبردست منصوبہ ہے۔ ہندوستان کے قرآر کی دھوم ہوگی غیر ممالک میں، نام روشن ہوگا ہندوستانی مسلمانوں کا۔ ماشاء اللہ ہندوستا قرآر کو اس دو روزہ پروگرام میں انعامات سے نوازا گیا۔ مقابلہ کا شاہد و انتخاب کے لئے مولانا محمد زبیر صاحب مدظلہ العالی سمیت ججوں کا پورا بینل تھا۔ گیرائی اور گہرائی سے قرآر کا اول دوم سوم انتخاب کیا گیا۔

ڈاکٹر شمس الحق عثمانی اور حضرت مولانا مولانا عبدالوہاب خلجی وغیرہ کی سبق آموز و بصیرت افروز تقاریر نے سامعین کو اخیر تک اپنی گرفت میں جکڑے رکھا۔

ہمیں امید ہے کہ کل ہند جمعیت اہل حدیث کا یہ مسابقۂ تجوید و حفظ قرآن کریم کا یہ دو روزہ پروگرام دینی و ملی حلقوں کے لئے نیک راہِ عمل ہوگا۔ انشاء اللہ!

برہان کے قارئین کے لئے یہ خبر باعث مسرت و انبساط ہوگی کہ جناب اظہر صدیقی صاحب کو ان کی صحافتی۔ ادبی علمی اور سیاسی و سماجی خدمات کے اعتراف کے طور پر دیوبند کے شہریوں کی طرف سے پچھلے دنوں دیوبند کے ایس ڈی ایم کے دست مبارک سے ایک بڑا اعزاز دیا گیا۔

مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ کی تربیتِ خاص کا فیضان ہے کہ جناب اظہر صدیقی صاحب کو ان کی خدمات کے عوض یہ اعزاز مرحمت ہوا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ کی شخصیت کا جادوئی اثر مشہور ہے کہ جس نے بھی ان کی صحبت و دعائیں حاصل کیں وہ کامیاب و کامران ہوا۔ آج بھی ان کا یہ فیض بفضل خدا جاری و ساری ہے۔ ہر شخص کے لئے ہر مسئلہ پر دعا رہے کہ اولاد بھی ان کی زندگی کے نیک مقصد کو سمجھ جائے اور اس سے اپنی بہتری کے لئے کچھ حاصل کر سکے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی دعائیں بڑی ہی مؤثر تھیں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے مفتی صاحبؒ کے متعلقین

معتقدین اور آل واولاد ترقی وکامیابی کی منزلیں طے کرتی رہے گی انشاء اللہ۔

ہم جناب اظہر صدیقی کو دیو بند کے شہریوں کی طرف سے عطا کردہ اعزاز پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ وہ ترقی وکامیابی کی طرف گامزن رہیں اور خاندان حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کے لئے اطمینان ومسرت کا باعث بنیں۔ آمین ثم آمین۔

ذہن کی ورزش انعامی مقابلہ ۳ صحیح جوابات

۱: لمبائی ۵۳ فٹ اور چوڑائی ۵۰ فٹ۔ ۲: دفتر دوم کا نام "نور الخلائق" اور دفتر سوم کا نام "معرفۃ الحقائق" ۳: ابوسفیان۔ ۴: چن خاندان۔ ۵: غزوہ بدر۔ ۶: حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمیٰؓ ۷: نیپولین۔ ۸: ۲۳ ستمبر ۱۹ شانس۔ ۱۰: مولانا محمد علی جوہر۔ اور یہ ہیں صحیح جوابات دینے والوں کے نام:

محمد عمران صدیق، علی گڈھ۔ امتیاز احمد، فضل حق، میرٹھ۔ عبدالستار، مظفر نگر۔ ولی محمد، دیوبند۔ محمد فیاض، محمد اسلام، مرادآباد۔ ضیاء الرحمٰن عباسی، بلند شہر۔ محمد رضوان، مہاراشٹر ڈاکٹر اقبال احمد عثمانی، بجنور۔ نثار الدین، کلکتہ۔ محمد عثمان عارف، بنگلور۔

اعلان

قرعہ اندازی کے مطابق سال بھر کے لئے "برہان" مفت حاصل کرنے کے حق دار ڈاکٹر اقبال احمد عثمانی ٹھہرے۔

ذہن کی ورزش انعامی مقابلہ (۴)

نام ____________

مکمل پتہ ____________

انچارج "ذہن کی ورزش انعامی مقابلہ" دفتر "برہان" اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

علماء اصول کے نزدیک خبر مرسل، اس کی اقسام اور ان کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر محمد باقر خاں خاکوانی
جامعہ بہاء الدین زکریا ملتان (پاکستان)

علماء کرام میں عمومی طور پر حدیث یا خبر کی وہ اقسام متداول ہیں جن کو محدثین کرام نے ترتیب دیا ہے اور ان میں یہ نظریہ بھی پایا جاتا ہے کہ فقہاء اور علماء اصول بھی حدیث کے میدان میں انہی محدثین کے اقسام حدیث کو قبول کرکے ان سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ لیکن دقیق مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ علماء اصول نے جہاں حدیث کے ردّ و قبول کے اپنے معیار قائم کئے ہیں تو ہیں انہوں نے حدیث کے اقسام بھی اپنے ترتیب دیئے ہیں، اور ان دونوں کی تقسیمات میں جوہری اختلاف ہے۔ البتہ اس میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بسا اوقات دونوں کے ترتیب دیئے ہوئے اقسام کے اسماء اور تعریفوں میں کہیں کہیں اتفاق ہوجاتا ہے (۱)

محدثین کے اقسام حدیث کے برعکس جمہور علماء اصول نے خبر کو بنیادی طور پر دو اقسام ۱۔ متواتر و (۲) احاد میں تقسیم کرکے پھر متواتر کی دو ذیلی اقسام (۱) لفظی (۲) معنوی بیان کی ہیں۔ خبر احاد کی ان کے نزدیک راویوں کی تعداد کے لحاظ سے دو اقسام ہیں (۱) واحد (۲) مشہور اور صحت و ضعف کے لحاظ سے بھی دو قسمیں ہیں (۱) مسند و (۲) مرسل۔ (۲)

---

(۱) تفصیل کے لئے رجوع فرمائیں، السبکی علی بن عبد الکافی۔ الابھاج فی شرح المنہاج بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء ج ۲ ص ۳۳۹۔ نیز ملاحظہ فرمائیں، ملا جیون۔ شرح نور الانوار علی المنار، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ ج ۱، ص ۴۔ حقانی عبد الحق۔ الحامی شرح الحسامی۔ دیوبند۔ کتب خانہ رحیمیہ، س ن، د ن۔ ج ۱، ص ۱۳۶۔ عبد العلی بحر العلوم۔ فواتح الرحموت۔ قم منشورات الرضی، س ن، د ن۔ ج ۲، ص ۱۱۱ ابو الولید الباجی۔ الاشارہ فی اصول الفقہ۔ اسلام آباد معہد الدراسات الاسلامیہ ۱۹۸۱ء، ص ۴۱۔

(۲) ابن قدامہ۔ روضۃ الناظر۔ قاہرہ۔ المطبعۃ السلفیۃ ۱۳۹۱ھ، ص ۴۶۵۔

وہ مرسل کو منقطع نام بھی دے دیتے ہیں۔ (۳) لیکن احناف نے خبر کی بنیادی طور پر تین اقسام بیان کی ہیں۔ (۱) متواتر (۲) مشہور (۳) احاد۔ ان کی رائے میں خبر متواتر کی تین ذیلی اقسام ہیں۔ (۱) لفظی (۲) معنوی (۳) سکوتی اور خبر مشہور کی کوئی ذیلی قسم نہیں ہے۔ خبر احاد کی بھی صحت و ضعف کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں (۱) مسند (۲) منقطع (۳) مطعون۔ مسند کی کوئی ذیلی قسم نہیں لیکن خبر منقطع اور مطعون کو احناف نے بے شمار طریقہ سے تقسیم کیا ہے، جس کی تفصیل ان کی کتب میں موجود ہے۔ (۴)

خبر مرسل جو اس مقالہ کا عنوان ہے جمہور علماء اصول کے نزدیک خبر واحد کی وہ قسم ہے جو ضعیف ہے۔ جبکہ وہ خبر واحد جو مقبول ہو خبر مُسند کہلائے گی۔ لیکن احناف ضعیف خبر واحد کو منقطع کا نام دیتے ہیں اور پھر منقطع کو کئی اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے مرسل کو اس کی ایک قسم منقطع ظاہر شمار کرتے ہیں۔

قبل ازیں کہ حدیث مرسل پر بحث شروع کی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علماء اصول نے خبر واحد کو ردّ و قبول کے اعتبار سے جن دو اقسام (۱) مسند (۲) منقطع میں تقسیم کیا ہے انکی تفصیل بیان کی جائے تاکہ قارئین کرام کو خبر مرسل کی بحث کا مطالعہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

خبر مُسند:

لفظ مسند اسناد سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ لغوی طور پر اس سے مراد اعتماد کرنا ہے اس کا مادہ سند "س ن د" ہے جس سے لفظ "سند" نکلا ہے جس کے معنی ہیں "وہ راستہ جو متن کی طرف جائے"۔ عمومی اصطلاح میں مُسند اس کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں صحابہ کا مرویات جمع کی گئی ہوں اور ہر باب میں ایک ایک صحابہ کی روایات بیان کی جائیں، اور یہ حدیث کی

۳۔ شیرازی۔ ابو اسحاق۔ کتاب اللمع۔ مکہ مکرمہ۔ مکتبہ محمد صالح احمد منصور الباز ۱۳۲۵ھ، ص ۱۸۱

۴۔ عبدالعزیز بخاری۔ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی۔ قسطنطنیہ۔ مکتبہ الصنائع ۱۳۰۷ھ ج ۳، ص ۷۲۵۔

ایک قسم بھی ہے۔ اس کی جمع مسانداور مسانید ہے۔ (۵)

علماء اصول کے نزدیک مسند وہ خبر واحد ہے جس کی اسناد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہوں، اور اس میں کوئی ظاہری یا باطنی انقطاع نہ ہو۔ (۶) انقطاع ظاہری سے مراد اس کی سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو اور باطنی سے مراد حدیث، قرآن خبر متواترہ اجماع اور عقل سلیم کے تقاضوں کے مخالف نہ ہو۔

تمام علماء مسند کو صحیح خبر کی ایک قسم مانتے ہیں، اس پر عمل واجب قرار دیتے ہیں، اسکو منقطع، مرسل، مطعون پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے مسائل مستنبط کرتے ہوئے اس کے منکر کو بدعتی اور گمراہ قرار دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک شریعت کے اکثر احکام اسی خبر مسند کے ذریعے واقع ہوئے ہیں۔ اور اگر اس کو بھی ترک کر دیا جائے تو اس سے احکام شریعت میں خلل واقع ہوگا۔ (۷)

خبر منقطع :

173217
25.05.02

منقطع کا مصدر "القطع" ہے۔ یہ مادہ "قطع" سے باب انفعال سے اسم فاعل ہے لغت میں اس کے معنی جسم کے بعض حصوں کو بعض سے علیحدہ کرنا ہیں جیسے فقرہ "قطعت الجبل قطعاً فانقطع" سے مراد میں نے رسی کاٹی اور وہ کٹ گئی اور "المقطع" جر کے ساتھ، کاٹنے والے آلے کو کہتے ہیں۔

---

(۵) بستانی، محیط المحیط۔ ج ۱، ص ۱۰۰۹ نیز ملاحظہ فرمائیں ابراہیم انیس وغیرہ المعجم الوسیط کتاب مادہ س۔ن۔د۔

(۶) ماوردی، ادب القاضی، تحقیق یحیٰی ہلال سرحان، بغداد مطبع ارشاد ۱۳۹۱ھ ج ۱ ص ۳۹۸ نیز ملاحظہ فرمائیں، سرخسی شمس الائمہ۔ اصول السرخسی، تحقیق ابوالوفاء افغانی۔ قاہرہ مطبع، دارالکتاب العربی ۱۹۷۲ء ج ۱ ص ۳۶۱ ابو الولید باجی۔ احکام الفصول فی احکام الاصول۔ تحقیق عبداللہ محمد الجبوری بیروت، موسسۃ الرسالۃ۔ ۱۹۸۹ء، ص ۲۹۸۔

(۷) شیرازی۔ کتاب اللمع، ص ۱۶۵ نیز ملاحظہ فرمائیں عبدالعزیز بخاری کشف الاسرار شرح اصول البزدوی ج ۳، ص ۶۲۵، ۶۲۷۔ ابوالولید باجی سالا شارۃ فی اصول الفقہ، ص ۴۱۔ قرافی۔ شرح تنقیح الفصول۔ مصر المطبعۃ الخیریہ ۱۳۰۶ھ ص ۱۵۵۔

کہا جاتا ہے کہ اس کا کلام منقطع ہو گیا یعنی اس کا تسلسل ٹوٹ گیا اور جاری سند یا بیچ کسی ٹکڑے کو درمیان سے کاٹ دینا انقطاع کہلاتا ہے۔ (۸)

علماء اصول کی اصطلاح میں منقطع وہ خبر واحد ہے جس میں مندرجہ ذیل اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے۔

۱۔ سند میں انقطاع ہو یعنی خبر کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچے مگر اس میں کہیں دو راویوں کے درمیان جو واسطہ تھا اس کو حذف کر دیا گیا ہو۔

۲۔ خبر قرآن، حدیث متواتر یا عقل سلیم کے خلاف ہو۔

۳۔ حدیث کے راویوں میں کوئی خامی ہو۔

۴۔ حدیث کو حجت بنانے میں علماء کے درمیان اختلاف ہو۔ (۹)

علماء اصول عام طور پر منقطع کو مرسل بھی کہہ دیتے ہیں جیسے شیرازی لکھتے ہیں۔

"فالمرسل عند الأصوليين مرادف للمنقطع" (۱۰)

مرسل علماء اصول کے نزدیک منقطع کے مترادف ہے۔

لیکن علماء اصول مرسل ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کو غیر صحابی راوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے (۱۱) اور احناف اس کو منقطع کی ایک قسم منقطع ظاہر شمار کرتے ہیں۔ انکے

۸۔ ابن منظور افریقی۔ لسان العرب، تحقیق علی شیری۔ بیروت، داراحیاء التراث العربی ۱۴۰۸ھ۔ کتاب القاف، باب العین۔

۹۔ نسفی، کشف الاسرار شرح المنار، ج ۲ ص ۴ نیز ملاحظہ فرمائیں ماوردی، ادب القاضی ج ۱، ص ۳۹۸۔ شریف تلمسانی، مفتاح الوصول فی علم الأصول، مصر۔ مکتبہ الکلیات الازہریہ، س ۱، د ن۔ ص ۲۳۔

۱۰۔ شیرازی، کتاب اللمع، ص ۷۱ نیز ملاحظہ فرمائیں ابن نجار فتوحی شرح الکوکب المنیر۔ تحقیق وھبۃ الزحیلی وغیرہ۔ مکہ مکرمہ کلیۃ الشریعہ والدراسات الاسلامیۃ الکتاب الخامس ج ۲ ص ۴

۱۱۔ سبکی۔ الابہاج۔ ج ۲۔ ص ۳۳۹۔

نزدیک حدیث منقطع عام ہے اور حدیث مرسل خاص۔ انھوں نے حدیث منقطع کو مندرجہ ذیل طریقہ سے تقسیم کیا ہے۔ (۱۲)

منقطع

ظاہر (مرسل) — باطن

مراسیل صحابی ۔ مراسیل تابعی و تبع تابعی ۔ مراسیل عدول ۔ جو مرسل بھی ہو اور مسند بھی ہو

خبر مرسل:

لفظ مرسل کا مادہ "رسل" ہے اور یہ باب افعال سے اسم مفعول ہے۔ اس کے لغوی معنی آزاد کردینا، چھوڑ دینا، ترک کر دینا ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"الم تر أنا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزھم أزا" (۱۳)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر چھوڑا ہوا ہے کہ انہیں بدکاتے ہیں جیسے کہ بدکانے کا حق ہو۔

ایسے ہی فقرہ "ارسل الشی" سے مراد کسی شے کو آزاد کر دینا اس سے بے اعتنائی برتنا ہے اور "ارسل الکلام" کے معنی ایسا آزاد کلام ہے جس میں کسی قسم کی پابندی نہ ہو۔ عربی میں ایک فقرہ ہے "ارسل الکلاب علی الصید" یعنی کتوں کو شکار پر چھوڑا گیا۔

اس کی جمع مراسیل ہے لیکن مغرب میں لفظ مراسیل اسم جمع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے "مناکیر" منکر کی اسم جمع ہے۔ (۱۴)

---

(۱۲) فخر الاسلام بزدوی، اصول البزدوی، کراچی۔ نور محمد کتب خانہ س ۱۰۱، د۔ن، ص: ۱۷۱-۱۷۷۔ نیز ملاحظہ فرمائیں، سرخسی۔ اصول السرخسی، ج ۱، ص ۳۵۲ — ۳۴۷۔

(۱۳) المریم ۸۳

(۱۴) ابن منظور افریقی، لسان العرب کتاب الراء باب اللام نیز ملاحظہ فرمائیں۔ المعجم الوسیط، ج ۱، ص ۳۴۴۔

اصطلاح میں حدیث مرسل سے مراد ایسی حدیث ہے جس میں غیر صحابی راوی ان واسطوں کو جن سے اس نے حدیث اخذ کی ہے ساقط کر کے کہے " قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا " کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، چاہے وہ راوی تابعی ہو، تبع تابعی ہو یا کسی اور زمانہ سے تعلق رکھتا ہو اور راوی ایک ساقط ہو، دو ہوں یا اس سے زیادہ ہوں۔ سقوط متواتر ہو یا وقفہ وقفہ سے ہو، ہر صورت میں وہ حدیث مرسل کہلائے گی۔ (۱۵)

بعض علمار اصول مرسل سے مراد وہ حدیث لیتے ہیں جو تابعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کرے۔ خواہ وہ کبار تابعین میں سے ہو جیسے سعید بن مسیب، علقمہ بن قیس نخعی وغیرہم یا صغار میں سے ہوں مثلاً یحیٰ بن سعید، ابن حازم اور ابن شہاب وغیرہ اور وہ صحابی کا واسطہ ترک کر کے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ (۱۶)

لیکن جمہور علمار اصول کے نزدیک مرسل کی اول الذکر تعریف مقبول ہے البتہ اکثر اوقات علمار مرسل کو منقطع کے معنی میں اور منقطع کو مرسل کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، جس پر بحث اوپر گذر چکی ہے۔

علمار نے حدیث مرسل کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے اور ہر قسم کی تشریح اور حکم واضح کیا ہے، وہ یہ ہیں۔

۱۔ مراسیل صحابہ۔
۲۔ مراسیل تابعین و تبع تابعین۔
۳۔ مراسیل عدول۔
۴۔ مراسیل جو کسی اور ذریعہ سے مسند بھی ہوں۔

---

(۱۵) ابن نجار فتوحی۔ شرح الکوکب المنیر، ج ۲، ص ۵۷۵، نیز ملاحظہ فرمائیں عبد العزیز بخاری کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج ۳، ص ۲۲۷۔ شیرازی۔ کتاب اللمع، ص ۷۱، شریف تلمسانی مفتاح الوصول فی علم الاصول، ص ۳۴۳۔ سبکی، الابہاج فی شرح المنہاج، ج ۲ ص ۳۳۹۔

(۱۶) ماوردی، ادب القاضی، ج ۱، ص ۳۹۸ نیز ملاحظہ فرمائیں ابن نجار فتوحی شرح الکوکب المنیر، ج ۲ ص ۵۷۵۔

مراسیل صحابہ کی تشریح سے قبل علماء اصول کے درمیان صحابی کی تعریف اور اس میں اختلاف درج ذیل ہے۔

لفظ صحابہ کی تشریح!

لفظ صحابہ، صحابی کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ساتھی کے ہیں۔ اس کی دوسری جمع اصحاب اور صحب بھی ہے لیکن لفظ صحابہ بکثرت مستعمل ہے جس سے مراد اصحاب ہے۔

اصطلاح میں جمہور (مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) کی رائے میں صحابی وہ شخص (مرد، عورت مخنث) ہے جس نے بالغ ہونے سے پہلے یا بالغ ہونے کے بعد حالت اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زندگی اور حالت بیداری میں دیکھا ہو، مزید یہ کہ اس کی موت بھی حالت ایمان میں آئی ہو خواہ درمیانی عرصہ میں وہ مرتد ہی کیوں نہ ہو گیا ہو۔(۱۷)

جمہور کے نزدیک ہر وہ شخص صحابی ہے جس نے حالت ایمان میں آپ کو ایک نظر دیکھا ہو مثلاً ایک مجمع میں کوئی مسلمان دور سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھ لے تو وہ بھی صحابی ہے، چاہے اس نے آپ سے کوئی روایت کی ہو اور نہ ہی صحبت کا حق ادا کیا ہو، یعنی کچھ مدت یا لمبی مدت ساتھ رہا ہو۔ وہ بھی جمہور کے نزدیک صحابی ہے اور عادل ہے اس پر کسی قسم کا طعن نہیں کیا جا سکتا۔ آمدی اور ابن حاجب نے بعض علماء کی یہ شرط قبول نہیں کی کہ صحابی وہ ہے جو آپ سے روایت کرے اور کچھ مدت آپ کے ساتھ رہا ہو۔ ان کی رائے میں جب عدالت صحابہ ایک مسلم امر ہے تو صحبت کی شرط بے معنی ہے کیونکہ صحبت ایک فعل ہے جس میں قلیل اور کثیر دونوں مدت شامل ہیں۔(۱۸)

---

(۱۷) ابن لحام المختصر فی اصول الفقه، مکه مکرمه۔ کلیته الشریعه والدراسات الاسلامیه الکتاب التاسع۔ص ۸۸۔ نیز ملاحظہ فرمائیں، بدخشی محمد بن الحسن۔ شرح البدخشی۔ بیروت۔ دار الکتب العلمیه ۱۴۰۵، ج ۲، ص ۳۵۶۔

(۱۸) آمدی۔ الاحکام فی اصول الاحکام، قاهره۔ مطبع المعارف ۱۳۳۲، ج ۲، ص ۱۳۱، نیز ملاحظہ فرمائیں۔ عضد الدین ایجی۔ شرح ابن الحاجب، مصر، مطبع الکبری الامیریه، ۱۳۱۶، ج ۲، ص ۶۷۔

احناف صحابی کی مذکورہ تعریف قبول کرتے ہوئے ایک شرط کا اضافہ کرتے ہیں کہ شرعی امور میں ان صحابہ کی روایت قبول کی جائے گی جو ایک مدت تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہوں، اس لئے وہ راوی کی دو قسمیں معروف اور مجہول بیان کرتے ہیں۔ (۱۹)

احناف کی رائے میں دینی امور کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اس کی بنیاد ان صحابہ کرام کی روایتوں پر رکھی جائے جنہوں نے کچھ مدت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر دین کا علم اور فہم حاصل کیا ہو۔ نیز آپ نے ان کو مختلف ذمہ داریاں سونپی ہوں اور انہوں نے ان کو نبھایا ہو۔ وہ حضرت علیؓ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں جس میں انہوں نے صحابہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ مخلص مومن جو آپ کی صحبت میں رہا ہو، آپ کے کلام کو سمجھا ہو اور جو کچھ آپ نے اس کے سامنے بیان کیا اس کلام کے معنی سے آگاہ ہوا اور آپ کی مراد سے واقف ہوا۔

۲۔ اعرابی (بدّو) جو اپنے قبیلہ سے آیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا کچھ حصہ سنا مگر اس کی حقیقت کو نہ سمجھا پھر اپنے قبیلہ میں لوٹ گیا اور ان الفاظ میں حدیث روایت کی جو آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلے تھے۔ اس سے حدیث کے معنی بدل گئے حالانکہ وہ یہ سمجھتا رہا کہ وہ آپ کے قول کو من وعن ادا کر رہا ہے۔

۳۔ وہ منافق جس کا نفاق ظاہر نہ ہو، وہ بغیر سنے حدیث روایت کرے اور آپ پر بہتان باندھے اس سے لوگ وہ حدیث سنیں اور اس کو مومن مخلص سمجھیں اور وہ حدیث روایت در روایت لوگوں میں مشہور ہو جائے۔ (۲۰)

احناف کی دوسری دلیل وہ ہے جس میں ائمہ صحابہ نے بھی بعض صحابہ کی روایات ان کے صحبت نبی سے فیض یاب نہ ہونے کی وجہ سے رد کر دی تھیں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۱۹) فخر الاسلام بزدوی۔ اصول البزدوی، ص ۱۵۸ نیز ملاحظہ فرمائیں عبد الحق حقانی الشامی شرح الحسامی، ج ۱، ص ۱۴۸۔

(۲۰) نظام الدین شاشی۔ اصول الشاشی، دیوبند۔ مکتبہ رحیمیہ۔ سن ۱۱ء ن ص ۷۶۔

نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث (۲۱) اور حضرت علیؓ نے معقل بن سنان اعرابی (۲۲) کی حدیث کو رد کیا۔ (۲۳)

ان وجوہ کے سبب احناف صحابی کی تعریف میں مذکورہ بالا شرط کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ دین کے معاملہ میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

مراسیل صحابہ!

مراسیل صحابہ سے مراد وہ احادیث ہیں جن کو صحابہ نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو، بلکہ اپنے کسی ساتھی سے سن کر اس کو آگے اس طرح روایت کریں کہ انہوں نے خود آپ سے سنا ہو اور جن صحابی سے سنا ہو ان کا نام ساقط کر دیں۔ (۲۴)

صحابہ کرام کی حدیث کو ارسال کرنے کی عموماً تین سبب ہیں۔

۱۔ تمام صحابہ کرام ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں نہیں رہتے تھے اور جب وہ مدینہ سے باہر تجارتی سفر یا کسی اور کام کے لئے جاتے تو وہ کسی صحابی کے ذمہ لگا جاتے کہ وہ آپ کی مجلس کے تمام حالات انہیں بتائیں گے اور واپسی پر وہ صحابی تمام احوال پہلے صحابی کے گوش گزار کر دیتے اور وہ صحابی ان روایات کو درمیانی واسطہ ترک کر کے مرفوعاً روایت کرتے تھے جس طرح حضرت عمرؓ نے اپنے ہمسایہ کے ذمہ یہ کام لگایا ہوا تھا۔ (۲۵)

---

(۲۱) سرخسی، اصول السرخسی ج ۱، ص ۳۳۳۔

(۲۲) بزدوی، اصول البزدوی، ص ۱۶۰

(۲۳) صدر الشریعہ ۔ التوضیح مع التلویح، کراچی نور محمد اصح المطابع ۔۔ ۱۳۰۴ھ ج ۲، ص ۴۲۴۔

(۲۴) نسفی، کشف الاسرار شرح المنار، ج ۲، ص ۴۲ ۔ آمدی الاحکام فی اصول الاحکام ج ۲ ص ۱۷۸ ۔ ابن نجار، فتوحی۔ شرح الکوکب المنیر، ج ۲، ص ۵۸۱ ۔ عضد الدین ایجی شرح مختصر ابن الحاجب، ج ۲، ص ۶۷۔

(۲۵) ابو الولید باجی۔ احکام الفصول فی احکام الاصول، ص ۲۷۵

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کبھی صحابی کو کوئی ایسا مسئلہ جس کا حل قرآن یا ان کی اپنی یادداشت میں محفوظ حدیثوں میں نہ ملتا، تو دوسرے اصحاب سے اس بارے میں پوچھتے۔ اور وہ جو حل ان کو سنت کی روشنی میں بیان کرتے تو اس حدیث کو وہ صحابی دوسرے لوگوں تک خود مرفوعاً روایت کرتے تھے۔

۳۔ بعض اصحاب مثلاً عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر اور نعمان بن بشیر وغیرہ جو کم سنی کی وجہ سے آپ کی صحبت سے زیادہ فیض یاب نہ ہو سکے، انھوں نے طلب علم اور دوسرے امور کے بارے میں صحابہ کرام سے جو حدیثیں سنیں انہیں بعد میں مرفوعاً روایت کر دیا۔

مراسیل صحابہ کی شرعی حیثیت کے بارے میں علمار اصول کے درمیان اختلاف ہے، بعض ان کو مطلقاً حجت مانتے ہیں، کچھ ان کو بعض شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں، اور بعض علمار ان کو حجت ہی تسلیم نہیں کرتے۔ اس طرح اس مسئلہ میں تین نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔

۱۔ جمہور علمار اصول (احناف، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ) کا نقطۂ نظر،

۲۔ بعض شافعیہ کا نقطۂ نظر۔

۳۔ اہل ظاہر کا نقطۂ نظر۔

جمہور کا نقطۂ نظر!

احناف، مالکیہ، حنبلیہ اور اکثر شافعیہ کی رائے میں مراسیل صحابہ حجت ہیں اور اس میں کبار یا صغار صحابہ کی کوئی تمیز نہیں دونوں برابر ہیں۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صحابہ کرام کی سچائی اور عدالت میں کسی کو اختلاف نہیں، کیوں کہ انہوں نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا اور جو روایت بھی بیان کی وہ انہوں نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی یا پھر اپنے ساتھیوں سے سنی ہوگی اور دونوں طریقوں سے خبر کی صداقت اور اس کے یقینی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (۲۶)

---

(۲۶) سرخسی، اصول السرخسی، ج ۱، ص ۳۵۹ نیز ملاحظہ فرمائیں ابن قدامہ۔ روضۃ الناظر ص ۶۴۔ شیرازی کتاب اللمع، ص ۷۱۔ قرافی۔ شرح تنقیح الفصول، ص ۳۶۴۔ شریف تلمسانی۔ مفتاح الوصول فی علم الاصول ص ۲۵۔ شنقیطی۔ مذکرہ فی اصول الفقہ، قاہرہ، مکتبہ ابن تیمیہ ۱۹۸۹ء ص ۱۶۰۔

۲۔ وہ حضرت براء بن عازب کے اس قول سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں انہوں نے واضح کیا کہ ہم جو حدیث بیان کرتے ہیں وہ ہم نے خود آپ سے نہیں سنی ہوتی وہ قول یہ ہے۔

قال براء بن عازب لیس کل ما نحدث کم سمعناه من رسول الله صلی الله علیه وسلم وانما کان یحدث بعضنا بعضا ولکن لا تکذب۔ (۲۷)

حضرت براء بن عازب نے فرمایا کہ ہم جو بھی آپ سے بیان کرتے ہیں وہ تمام ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا بلکہ ہم ایک دوسرے سے سنی ہوئی حدیثیں بھی آگے بیان کر دیتے ہیں لیکن ہم جھوٹ نہیں بولتے۔

۳۔ عہد صحابہ میں تمام اصحاب ایک دوسرے سے احادیث سنتے اور ان پر عمل کرتے اور کبھی کسی نے دوسرے کی حدیث کو رد نہیں کیا۔ یہ مراسیل صحابہ کی قبولیت پر صحابہ کرام کا اجماع ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عباس کثیر الروایہ صحابی ہیں مگر انہوں نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف سات احادیث سنی تھیں۔ لیکن وہ اپنی کسی حدیث میں سامع کا نام ذکر نہیں کرتے اور خیر القرون میں کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ (۲۸)

ایسے ہی حضرت عبداللہ بن عمر کبھی خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور کبھی اپنے والد کے واسطہ سے روایت کرتے تھے، حضرت ابوہریرہؓ نے حدیث روایت کی کہ

"من اصبح جنباً فی رمضان فلا صوم له" (۲۹)

جس نے جنابت کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھا اس کا روزہ نہ ہوا۔

---

(۲۷) مسند احمد بن حنبل، ج۴، ص ۲۸۳ (حدیث براء بن عازب) نیز ملاحظہ فرمائیں سمرقندی علاء الدین۔ میزان الاصول فی نتائج العقول (المختصر) قطر۔ دار احیاء التراث الاسلامی ۱۴۰۴ھ، ص ۴۳۶ نیز ملاحظہ فرمائیں، صدر الشریعہ۔ التوضیح، ج ۲، ص ۴۲۔

(۲۸) سمرقندی۔ میزان الاصول، ص ۴۳۶۔

(۲۹) سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب فی من اصبح جنباً فی شہر رمضان حدیث نمبر ۲۰۹۱۔

لیکن جب انہیں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی وہ روایتیں سنائی گئیں جو اس حدیث کے خلاف تھیں، تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ روایت فضل بن عباس سے سن کر روایت کی ہے جمہور علماء کی دلیل یہ ہے کہ جب صحابہ کا مراسیل صحابہ کی قبولیت پر اجماع ہو چکا ہے تو بعد میں اس کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے اس لئے وہ مراسیل صحابہ کو حجت مانتے ہیں۔(۳۰)

بعض شافعیہ کا نقطۂ نظر؛

شافعیہ میں سے امام غزالی، بیضاوی اور بعض دیگر علماء کی رائے کے مطابق مرسل فی نفسہ مردود ہے اور اس کو کسی صورت میں حجت نہیں مانا جاسکتا۔ امام غزالی کے نزدیک مراسیل صحابہ کے بارے میں تحقیق کی جائے گی کہ کیا وہ صحابی صرف صحابہ کرام سے روایت کے عادی تھا یا بسا اوقات وہ کسی تابعی سے یا اعرابی غیر صحابی سے بھی روایت کرتے ہیں، اگر وہ اول الذکر میں معروف ہیں تو ان کی احادیث قبول کی جائیں گی اور دوسری صورت میں وہ حجت نہیں کیوں کہ یہ فریق صرف صحابہ کی عدالت کو تسلیم کرتا ہے۔(۳۱)

بیضاوی کا خیال ہے کہ مراسیل صحابہ اس لئے قابل قبول ہیں کہ صحابہ کے بارے میں ظن غالب ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوں گی، ان کے نزدیک ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر صحابی بعد میں بتادے کہ اس حدیث میں اس نے ارسال کیا اور سامع کا نام بھی بتادے تو حدیث قبول کی جائے گی لیکن اگر اس بات کا یقین ہو کہ یہ حدیث صحابی سے نہیں سنی اور وہ اس میں ارسال کر رہے ہیں تو وہ حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔(۳۲)

---

(۳۰) عبد العلی بحر العلوم، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، ج ۲، ص ۱۷۴، نیز ملاحظہ فرمائیں [illegible] احکام الفصول فی احکام الاصول، ص ۳۲۳، عبد الحق حقانی، [illegible] شرح الحسامی [illegible] ص ۱۳۶۔

(۳۱) غزالی، المستصفیٰ فی اصول الفقہ، مصر، المکتبۃ التجاریۃ [illegible] ص ۱۰۱۔

(۳۲) بدخشی، شرح البدخشی، ج ۲، ص ۲۷۹۔

اہل ظاہر کی رائے:

ظاہریہ کی رائے میں مراسیل بالکلیہ صحابہ یا غیر صحابہ تمام کی مردود ہیں۔ وہ صحابہ کو اس امر میں غیر صحابہ پر کوئی ترجیح نہیں دیتے۔ (۳۳) ان کے نقطۂ نظر کے مطابق اگر ایک صحابی بھی دوسرے صحابی سے حدیث روایت کرے تو دوسرے صحابی کا نام ضرور ذکر کرے کیونکہ عہد نبوی میں بعض لوگ منافق تھے اور بعض اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(وممن حولکم من الاعراب منٰفقون، ومن اهل المدينة مردوا على النفاق)۔ (۳۴)

اور تمہارے اردگرد جو اعراب ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں اور مدینہ والوں میں سے بھی بعض نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں۔

اور صحابہ میں سے عیینہ بن حصین، اشعث بن قیس اور عبداللہ بن ابی سرح مرتد ہو گئے تھے اور انھیں میں سے بعض نے حضرت علی کے خلاف خروج کیا اور مسلمانوں کو قتل کیا۔ اس لئے ان کی مراسیل قبول نہیں کی جائیں گیں، ہاں اگر راوی صحابی اس صحابی کا نام بتا دے جس سے اس نے حدیث نقل کی ہے اور وہ صحابی بھی اس قبیل میں سے ہو جس کے احسان اور اچھائی کی شہادت اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو وہ حدیث قبول کی جائے گی ورنہ ایسی احادیث ناقابل حجت ہیں۔ (۳۵)

ان تین آرار میں جمہور کا موقف قرآن، سنت اور اجماع کے زیادہ قریب ہے کیونکہ صحابہ

---

(۳۳) ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام، مصر، مکتبہ الخانجی ۱۳۴۵ھ، ج ۲، ص ۳

(۳۴) التوبہ: ۱۰۱۔

(۳۵) ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام ج ۲، ص ۳ نیز ملاحظہ فرمائیے، خیرزکہ کتاب اللمع، ص ۱۲۹۔